شذرات

اس ماہ ذی الحجہ میں سرزمین حجاز میں دنیا کے ہر حصے سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان جمع ہو رہے ہیں تاکہ وہ مکہ معظمہ میں فریضہ حج ادا کریں اور مدینہ منورہ میں اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے مشاہد مقدسہ کی زیارت کی سعادت حاصل کریں۔ اسلام کے روز اول سے حج مسلمانوں کا سب سے اہم دینی و ملی اجتماع رہا ہے۔ اور ہر دور میں ہر مسلمان کی یہ دلی آرزو رہی ہے کہ اسے اسلام کے ان مقدس ترین شہروں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب ہو اور وہ حج کی ادائیگی کی نعمت سے فائز المرام ہو سکے۔ سرزمین حجاز سے انتہائی دور سے دور علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی، اس دور میں جب کہ سفر کی موجودہ سہولتوں کا کوئی خیال نہ کر سکتا تھا، جغرافیائی مسافت اور اس کی مشکلات کبھی اس امر کی مانع نہیں رہیں کہ ان میں سے خوش نصیب مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پہنچیں اور ان شہروں کی زیارت سے، جہاں کہ دین اسلام کا ظہور ہوا تھا، خوش بخت ہوں۔

دین اسلام سب انسانوں کے لئے ہے۔ اس میں کسی قوم، نسل، ملک اور رنگ کی تمیز نہیں، وہ عالمگیر اور ہمہ گیر ہے۔ انہی معتقدات کا ہر سال حج کی شکل میں بڑے ٹھوس اور واضح طور پر عملاً اظہار ہوتا ہے اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ کس طرح ہر رنگ، ہر نسل، ہر قوم اور ہر ملک کے لاکھوں انسان بن سلی چادروں کے لباس میں ملبوس ساری کائنات کے خالق اور پروردگار کی بارگاہ میں لبیک اللھم لبیک (اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں) کہتے اس کے گھر کا طواف کرتے اور صرف اس کے لئے عرفات کے میدان میں جمع ہوتے ہیں۔

توحید خالص توحید یعنی ایک اور صرف ایک خدا کی بندگی اور سب انسانوں کا ایک ہونا۔ حج اس کا ایک عملی سبق ہے۔ جس میں حاضر ہونے کی جہاں ہم میں سے لاکھوں خوش نصیبوں کو ہر سال سعادت ملتی ہے۔ وہاں اس سے کروڑوں جو محروم رہتے ہیں۔ وہ اپنے وطنوں اور گھروں میں ہی بیٹھے اس کی یاد تازہ کر لیتے ہیں۔

یہ اسلام کا بہت بڑا امتیاز ہے، جس سے کہ دوسرے تمام مذاہب محروم ہیں۔

اِس صدی میں جب اکثر مسلمان ملکوں میں وطنیت و قومیت کی تحریکیں شروع ہوئیں، تو عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا تھا کہ ان قومی تحریکوں کی براہِ راست زد اسلام کے اس بنیادی تصور "انما المومنون اخوۃ" یعنی تمام مومن بھائی ہیں، پر پڑے گی۔ اور سب سے زیادہ اس سے حج کا بین الاسلامی دینی اجتماع متاثر ہوگا۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جیسے جیسے مسلمان ملک سیاسی لحاظ سے آزاد ہوتے جاتے اور قومی بنیادوں پر ترقی کرتے ہیں، ایک طرف خود ان کے اندر اسلامیت کا شعور و جذبہ بڑھتا ہے اور دوسری طرف ان کے ہاں خارج میں بین الاسلامی تعلقات کو مضبوط کرنے کی ضرورت ابھرتی ہے۔ چنانچہ جہاں ہر سال دور دراز سے حج پر آنے والے مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے وہاں مختلف ملکوں میں بین الاسلامی اجتماعات بھی بکثرت ہونے لگے ہیں۔

یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ (۱) مسلمان ملکوں کے قومی وجود اسلام کی عالمگیریت و بین الاقوامیت میں کسی طرح سے حارج نہیں ہوں گے اور (۲) اسلام ایک قابل توجہ اور قابل لحاظ بین الاقوامی طاقت ہے۔ اور اس سے نہ کوئی مسلمان ملک اور نہ غیر مسلم دنیا ہی بے اعتنائی برت سکتی ہے۔ پس پاکستان کو بیک وقت ایک اسلامی و قومی مملکت ہونے کی جو دوگانہ اہمیت حاصل ہے، ہم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

انہی دنوں عرب دنیا میں ایک زبردست سیاسی بحث چھڑی ہوئی ہے۔ سعودی عرب کے فرماں روا شاہ فیصل یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اتحادِ عرب کے ساتھ ساتھ مسلمان ملکوں کو بھی متحد کیا جائے۔ اس سے ان کے نزدیک عربوں کو بھی فائدہ پہنچے گا اور بحیثیت مجموعی تمام مسلمانوں کو بھی۔ اب بعض عرب ملک اس اتحادِ اسلامی کے جسے وہ "حِلف اسلامی" کا نام دیتے ہیں، سخت مخالف ہیں، اور انہوں نے اس کے خلاف بڑے زور شور سے پروپیگنڈے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔

ہمیں یہاں اس بحث کے حسن و قبح پر کچھ نہیں کہنا۔ لیکن اس سلسلے میں "حلف اسلامی" کے ایک سخت ترین مخالف عرب ملک مصر یا متحدہ جمہوریہ عربیہ میں ہونے والے ایک واقعہ کو صرف بیان کرنا ہے۔

مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے "حِلف اسلامی" کے خلاف قاہرہ کے ایک عوامی اجتماع میں

حسب دستور بڑی دھواں دھار تقریر کی۔ اس کے بعد مصری پارلیمنٹ میں اس موضوع پر مباحثہ ہوا جس میں ارکان نے تقریریں کیں جن کے جواب میں وزیر اعظم مصر زکریا محی الدین نے ایک مفصل بیان دیا۔ اس بیان میں "حلف اسلامی" کے خلاف جو باتیں تھیں، وہ تو تھیں ہی لیکن موصوف نے اپنے بیان میں سب سے زیادہ زور مصر کی اسلامی خدمات پر دیا۔ اور ایک ایک کرکے وہ سب خدمات گنائیں، جو مصر کی موجودہ حکومت اندرون ملک اور بیرون ملک دنیا کے مختلف حصوں میں بقول ان کے، اسلام کے لئے انجام دے رہی ہے، ان خدمات کے واقعی یا غیر واقعی و فرضی ہونے سے ہمیں بحث نہیں۔ لیکن اس ضمن میں ہم صرف اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مصر جو "سیکولر" مملکت ہونے کا مدعی ہے اور اس نے بزعم خویش، "اشتراکیت" یا زیادہ صحیح الفاظ میں "عرب اشتراکیت" کو اپنی آئڈیالوجی بنا رکھا ہے کس طرح بحیثیت ایک حکومت کے اسلامی خدمات انجام دینے یا کم سے کم ان کے اس طرح اعلان پر مجبور رہے۔

وزیر اعظم مصر نے بتایا کہ مصر کا محکمہ اوقاف اندرون ملک اتنی ہزار مسجدوں کا انتظام کرتا ہے۔ اس نے وعظ و ارشاد کے لئے مصر کے طول و عرض میں اتنے عالم مقرر کر رکھے ہیں جو عوام کے پاس جاتے اور انہیں دینی و اخلاقی تلقین کرتے ہیں اس کے علاوہ محکمہ کی طرف سے ہزارہا ہزار کی تعداد میں کتابیں اور رسالے شائع کئے جا رہے ہیں، جن میں اسلامی تعلیمات اور اسلام کے بزرگوں کے سوانح کو پیش کیا جاتا ہے اور جہاں تک بیرون مصر اسلامی خدمات انجام دینے کا تعلق ہے، وزیر اعظم نے ان کی بھی ایک طویل فہرست گنائی۔

خدا کے فضل سے مغربی پاکستان میں محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں آچکا ہے اب ضرورت ہے کہ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ بڑا بروسیع سے وسیع تر ہوتا جائے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اسلامی خدمات بجا لاسکے اور ہم نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی ان پر فخر کرسکیں۔ مصر کی طرح ترکی میں بھی اب وہاں کا محکمہ اوقاف زیادہ مستعدی سے سرگرم کار ہے۔ ہم اپنے ارباب اقتدار کی توجہ ادھر مبذول کراتے ہیں۔